سید جمیل احمد رضوی

لاہور کا ایک قدیم عربی اخبار

"النفع العظیم لِأهلِ هٰذا الاقلیم"

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں "محبوب عالم" مرحوم کا ذخیرۂ کتب محفوظ ہے۔ غالباً ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں لائبریری کے اورینٹل سیکشن میں اس ذخیرے سے درجہ بندی (Classification) اور فہرست سازی (Cataloguing) کے لیے کتابیں نکال رہا تھا۔ اس دوران ایک پرانی کتاب پر نظر پڑی، اس کو کھول کر دیکھا تو انیسویں صدی عیسوی کے ایک ہفتہ وار عربی اخبار "النفع العظیم لاهل هٰذا الاقلیم" کا فائل تھا۔ یہ لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ بعد میں ایک اور جلد اسی مجموعے سے ملی۔ یہ دونوں جلدیں ۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۵ء کے منتشر شماروں پر مشتمل ہیں۔

ہمارے ہاں اپنے علمی اور ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھنے کی روایت کم ہی رہی ہے۔ لہٰذا پرانے تحریری آثار کی حفاظت کی جانب توجہ دینے کی شدید ضرورت ہے۔ انیسویں صدی عیسوی کے اخبار کے فائل کا مل جانا ایسا ہی ہے جیسے ہماری ثقافتی تاریخ کی گم شدہ کڑیاں مل گئیں۔ جو اصحاب میدان تحقیق و تجسس میں قدم زن ہیں، وہ پرانے اخبارات و رسائل کی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ ہیں۔

اس حقیقت میں کلام نہیں کہ عربی ہماری دینی زبان ہونے کی بنا پر بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جب سے مشرقِ وسطیٰ کے اسلامی ممالک کے ساتھ ہمارے روابط زیادہ گہرے ہوئے ہیں، اس زبان کی اہمیت کو پہلے سے زیادہ محسوس کیا گیا ہے۔ بلاشبہ اس میں اقتصادی اور معاشی عوامل بھی کارفرما ہیں۔ اب تو عربی زبان کو آٹھویں جماعت سے لازمی مضمون کی حیثیت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہماری علمی اور ثقافتی تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں بھی اس علاقے میں عربی کی ترویج کے لیے کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ گو اس کے پس منظر میں دینی عوامل مضمر تھے۔ چنانچہ لاہور ایسے ثقافتی شہر سے عربی اخبار کا اجرا اس کی واضح دلیل ہے۔ تعجب ہے کہ امداد صابری (مصنف تاریخِ صحافتِ اردو) اور محمد شمس الدین (مصنف برخے از حالات جناب حاج الحرمین الشریفین منشی محمد عظیم) کے سوا کسی نے اس اخبار کا ذکر نہیں کیا۔

اخبار کا اجرا

زیر حوالہ اخبار کے پہلے سال کی جلد دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تاریخ اجرا ۱۷؍ اکتوبر ۱۸۷۱ء ہے۔ ہمارے پاس پہلی جلد کا دوسرا شمارہ موجود ہے۔ اس پر ۲۴؍ اکتوبر ۱۸۷۱ء کی تاریخ درج ہے۔ چونکہ یہ ہفتہ وار اخبار تھا، اس لیے پہلے شمارے کی تاریخ ۱۷؍ اکتوبر ۱۸۷۱ء متعین ہوتی ہے اور یہی اس کی تاریخ اجرا شمار کی جا سکتی ہے۔ یہ اخبار "مطبع پنجابی" سے منشی محمد شمس الدین کے اہتمام میں چھپتا تھا۔ شمس الدین، منشی محمد عظیم مالک "مطبع پنجابی" کے فرزند تھے۔ اسی مطبع سے منشی محمد عظیم "پنجابی اخبار" شائع کراتے تھے۔ امداد صابری اس بارے میں لکھتے ہیں:

"اس مطبع (پنجابی) میں منشی شمس الدین صاحبزادہ خورد نے ایک ہفتہ وار اخبار عربی کا، نام "النفع العظیم لاھل ھٰذا الاقلیم" جاری کیا تھا۔ مولوی مقرب علی اس کے ایڈیٹر تھے۔ مولوی کریم الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس، ضلع لاہور، ایک ورق شعرائے عرب کے حالات کا اس اخبار میں بطور ضمیمہ شائع کرایا کرتے تھے" [1]

منشی شمس الدین نے ایک کتاب اپنے والد کے حالات میں لکھی تھی۔ اس میں بھی اس اخبار کا تذکرہ ملتا ہے، اور یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جی، ڈبلیو، لائٹنر (G. W. Leitner) رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی اس کے اعزازی مدیر تھے: "راقم نے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا جس کا نام حضرت والد صاحب کے نامِ نامی کی رعایت سے "النفع العظیم لاھل ھٰذا الاقلیم" رکھا گیا۔ مولوی مقرب علی اس کے ایڈیٹر تھے۔ قسطنطنیہ کے اخبار "الجوائب" میں اس کی تعریف درج ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی نے اس کے متعدد پرچے خرید کیے۔ ڈاکٹر لائٹنر صاحب بہادر اس کے آنریری ایڈیٹر تھے۔ مولوی کریم الدین صاحب، ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع لاہور ایک ورق شعرائے عرب کے حالات کا اس اخبار میں بطور ضمیمہ طبع کرایا کرتے" [2]

اخبار کا بند ہونا

منشی صاحب کی وفات کے بعد مطبع اور اخبار کا تنزل شروع ہوا۔ عربی اخبار میں بے قاعدگی پیدا ہونے لگی کاتب پڑھا لکھا میسر نہیں ہوا۔ ۱۸۷۶ء میں عربی اخبار بند ہو گیا تھا [3] منشی محمد عظیم کا انتقال ۲۷؍ جنوری ۸۵

---

[1] امداد صابری۔ تاریخ صحافت اردو۔ ج ۲، ص ۲۰۵

[2] محمد شمس الدین برغ از حالات جناب حاج الحرمین الشریفین منشی محمد عظیم ... ص ۳۵، ۳۶

[3] امداد صابری۔ تاریخ صحافت اردو۔ ج ۲، ص ۲۰۶

کو ہوا[54] اس صورت میں اخبار کا بند ہونا ۱۸۸۵ء کے بعد ہی زیادہ قرین قیاس ہے۔

لائبریری میں موجود فائل کی تفصیل

یہ اخبار شروع میں آٹھ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا، لیکن بعد میں اس کو بڑھا کر دس صفحے کر دیئے گئے۔ ہر صفحے میں دو کالم اور ہر کالم میں پچیس سطریں ہوتی تھیں۔ بجز صفحہ اول، جس پر اخبار کا نام، تاریخ ہجری و عیسوی، چندہ ایسی معلومات بھی درج ہوتی تھیں۔ پیشگی سالانہ چندہ۔ پندرہ روپے بلا محصول ڈاک اور ساڑھے سولہ روپے مع محصول ڈاک۔ اختتام سال سالانہ چندہ اٹھارہ روپے بلا محصول ڈاک اور ساڑھے انیس روپے مع محصول ڈاک۔ لائبریری میں موجود دو جلدیں پانچ سال ۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۵ء کے منتشر شماروں پر مشتمل ہیں۔ ان کی پوری تفصیل درج کی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ منتشر شمارے کس سال اور ماہ کا احاطہ کرتے ہیں:

- جلد ۱ - شمارہ ۲ - ۶ (۱۵ رشعبان المعظم ۱۲۸۸ھ/ ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۱ء ــــ ۷ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ/ ۱۲ نومبر ۱۸۷۱ء)
- شمارہ ۸ - ۹ (۲۱ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ/ ۵ دسمبر ۱۸۷۱ء ــــ ۲۸ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ/ ۱۲ دسمبر ۱۸۷۱ء)
- جلد ۲ ــ شمارہ ۱ - ۲ (۲۰ شوال المکرم ۱۲۸۸ھ/ ۲ جنوری ۱۸۷۲ء ــــ ۲۷ شوال المکرم ۱۲۸۸ھ/ ۹ جنوری ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۸ (۱۰ ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ/ ۲۰ فروری ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۱۴ - ۱۶ (۲۳ محرم الحرام [illegible] اپریل ۱۸۷۲ء ــــ صفر المظفر ۱۲۸۹ھ/ ۱۶ اپریل ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۱۸ - ۲۰ (۲۱ صفر المظفر ۱۲۸۹ھ/ ۳۰ اپریل ۱۸۷۲ء ــــ ۵ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ/ ۱۴ مئی ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۲۲ - ۲۴ (۱۹ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ/ ۲۸ مئی ۱۸۷۲ء ــــ ۴ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ/ ۱۱ جون ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۲۷ - ۲۸ (۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ/ ۲ جولائی ۱۸۷۲ء ــــ ۲ جمادی الاول ۱۲۸۹ھ/ ۹ جولائی ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۳۰ (۱۶ جمادی الاول ۱۲۸۹ھ/ ۲۳ جولائی ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۳۲ - ۳۵ (۱ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/ ۶ اگست ۱۸۷۲ء ــــ ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/ ۲۷ اگست ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۳۷ - ۴۰ (۶ رجب المرجب ۱۲۸۹ھ/ ۱۰ ستمبر ۱۸۷۲ء ــــ ۲۷ رجب المرجب ۱۲۸۹ھ/ ۱ اکتوبر ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۴۴ - ۴۸ (۲۵ شعبان المعظم ۱۲۸۹ھ/ ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۲ء ــــ ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۸۹ھ/ ۲۶ نومبر ۱۸۷۲ء)
- شمارہ ۵۳ (۲۹ شوال المکرم ۱۲۸۹ھ/ ۳۱ دسمبر ۱۸۷۲ء)

---

[54] محمد شمس الدین - برخے از حالات ...... محمد عظیم ... ص ۴۹

جلد ۳ ـ شمارہ ۲ (۴ ذیقعدہ ۱۲۸۹ھ/۳ جنوری ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۱۱ (۱۸ محرم الحرام ۱۲۹۰ھ/۱۸ مارچ ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۲۱-۲۴ (۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۰ھ/۲۷ مئی ۱۸۷۳ء ـــ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ/۱۰ جون ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۲۹ (۱۹ جمادی الاول ۱۲۹۰ھ/۱۵ جولائی ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۳۱-۳۴ (۴ جمادی الثانی ۱۲۹۰ھ/۲۹ جولائی ۱۸۷۳ء ـــ ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۹۰ھ/۱۹ اگست ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۳۷-۴۱ (۱۶ رجب المرجب ۱۲۹۰ھ/۹ ستمبر ۱۸۷۳ء ـــ ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۹۰ھ/۷ اکتوبر ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۴۳ (۹ رمضان المبارک ۱۲۹۰ھ/۲۸ اکتوبر ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۴۵ (۲۰ رمضان المبارک ۱۲۹۰ھ/۱۱ نومبر ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۴۷-۵۰ (۲۷ رمضان المبارک ۱۲۹۰ھ/۱۸ نومبر ۱۸۷۳ء ـــ ۲۶ شوال المکرم ۱۲۹۰ھ/۱۶ دسمبر ۱۸۷۳ء)

شمارہ ۵۲ (۹ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ/۳۱ دسمبر ۱۸۷۳ء)

جلد ۴ ـ شمارہ ۱-۵ (۱۶ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ/۶ جنوری ۱۸۷۴ء ـــ ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۹۰ھ/۳ فروری ۱۸۷۴ء)

شمارہ ۷ (۲۹ ذی الحجہ ۱۲۹۰ھ/۱۷ فروری ۱۸۷۴ء)

شمارہ ۹-۱۰ (۱۳ محرم الحرام ۱۲۹۱ھ/۳ مارچ ۱۸۷۴ء ـــ ۲۰ محرم الحرام ۱۲۹۱ھ/۱۰ مارچ ۱۸۷۴ء)

شمارہ ۱۳-۱۴ (۱۲ صفر المظفر ۱۲۹۱ھ/۳۱ مارچ ۱۸۷۴ء ـــ ۱۹ صفر المظفر ۱۲۹۱ھ/۷ اپریل ۱۸۷۴ء)

شمارہ ۱۵-۳۴ (۲۶ صفر المظفر ۱۲۹۱ھ/۱۴ اپریل ۱۸۷۴ء ـــ ۱۲ رجب المرجب ۱۲۹۱ھ/۲۵ اگست ۱۸۷۴ء)

شمارہ ۳۶-۳۹ (۲۶ رجب المرجب ۱۲۹۱ھ/۸ ستمبر ۱۸۷۴ء ـــ ۱۷ شعبان المعظم ۱۲۹۱ھ/۲۹ ستمبر ۱۸۷۴ء)

شمارہ ۴۱-۵۷ (۲ رمضان المبارک ۱۲۹۱ھ/۱۳ اکتوبر ۱۸۷۴ء ـــ ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ/۲ فروری ۱۸۷۵ء)

جلد ۵ ـ شمارہ ۱-۱۳ (۲ محرم الحرام ۱۲۹۲ھ/۹ فروری ۱۸۷۵ء ـــ ۲۷ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/۴ مئی ۱۸۷۵ء)

شمارہ ۱۶-۱۸ (۱۹ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ/۲۵ مئی ۱۸۷۵ء ـــ ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ/۱ جون ۱۸۷۵ء)

شمارہ ۱۹-۳۶ (۱۰ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ/۱۵ جون ۱۸۷۵ء ـــ ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ/۱۲ اکتوبر ۱۸۷۵ء)

شمارہ ۳۸-۴۰ (۲۵ رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ/۲۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء ـــ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۹۲ھ/۹ نومبر ۱۸۷۵ء)

شمارہ ۴۲-۴۳ (۲۳ شوال المکرم ۱۲۹۲ھ/۲۳ نومبر ۱۸۷۵ء ـــ ۱ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ/۳۰ نومبر ۱۸۷۵ء)

معاصر اخبارات کے حوالے

اس میں دیگر معاصر اخبارات کے حوالے ملتے ہیں۔ ان میں سے چند کے نام مع مقاماتِ اشاعت درج کیے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت دوسرے مشہور معاصر اخبار کون سے تھے:

(۱) "اردو گائڈ" کلکتہ (۲) "اخبار عالم" میرٹھ (۳) "انجمن پنجاب" لاہور (۴) "اودھ اخبار" لکھنؤ (۵) "پنجابی اخبار" لاہور (۶) "روضۃ الاخبار" بمبئی (۷) "قاسم الاخبار" بنگلور (۸) "کشف الاخبار" بمبئی (۹) "کوہِ نور" لاہور (۱۰) "لارنس گزٹ" میرٹھ (۱۱) "میسور اخبار" میرٹھ (۱۲) "نور الابصار" الہ آباد

اس میں انگریزی زبان میں شائع ہونے والے ملکی اور غیر ملکی اخبارات کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) نیویارک ٹائمز (۲) السٹریٹڈ لنڈن (۳) ہوم نیوز لنڈن (۴) نیوز آف دی ورلڈ (۵) انڈین مرر (۶) ٹائمز آف انڈیا (۷) انڈین ڈیلی نیوز (۸) پنجاب ٹائمز (۹) فرینڈ آف انڈیا (۱۰) لکھنؤ ٹائمز

اخبار کی ادارت

مولوی مقرب علی اس عربی اخبار کے مدیر تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر حالات یہاں درج کر دیے جائیں:

"مولوی مقرب علی بن شیر علی جگراؤں ضلع لدھیانہ [مشرقی پنجاب] کے رہنے والے تھے۔ ۹ ذیقعدہ ۱۲۵۹ھ کو بھاکا ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ ارسطو جاہ نے آپ کی تربیت پر توجہ فرمائی اور اپنے ہمراہ لاہور لے آئے۔ شاعری کا شوق ابتدائی عمر سے تھا۔ مولوی مظہر علی صاحب صوفی غازی پوری، مولانا محمد حسین آزاد، پروفیسر عربی کالج، لاہور، خواجہ ابراہیم حسین انصاری پانی پتی، اور مولوی قلندر علی پانی پتی سے پڑھا اور شاعری میں مولانا آزاد سے مشورہ لیا۔ ۱۲۷۷ھ میں سفرِ حج کیا۔ اس کے بعد اخبار "مجمع البحرین" کی ایڈیٹری کی۔ اکتوبر ۱۸۷۱ء سے ۱۱ جولائی ۱۸۷۶ء تک اخبار "النفع العظیم" عربی کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو عربی سکول دہلی میں پچاس روپیہ ماہانہ پر ملازم ہوئے۔ ۱۸۸۲ء میں مہاراجہ کشمیر کے ہاں ملازمت کی، ان کی شان میں ایک قصیدہ کہا۔ جموں کالج میں دو سو روپیہ ماہانہ پر پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۳ء میں ریواڑی ہائی سکول میں معلمی کی۔ آپ نے اردو، فارسی اور عربی غزلیں، مرثیے سلام وغیرہ لکھے ہیں۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

خطوط عربیہ، رسالہ نور العین فی احوال الحرمین، معراج نامہ اردو، مثنوی حلیہ مقدسہ نبویہ اردو، جامع الحسنات

...دو نثر، نفحات الریاحین اُردو، عشرہ کاملہ وغیرہ[۵]

اشاعت کے اغراض و مقاصد

اخبار کی اشاعت کے مقاصد میں دو امور کی وضاحت ملتی ہے۔ اوّلاً عربی زبان کی ترویج جس سے مسائل و احکام شرعیہ کے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ ثانیاً اس زبان کی وساطت سے مغربی علوم کا تعارف کرانا۔ یہ حقائق داخلی و خارجی شواہد سے معلوم ہوتے ہیں۔ اخبار کے اجرا کے تقریباً دو ہفتے بعد معاصر اخبار "اکمل الاخبار" میں ایک اشتہار شائع ہوا جس میں زیر حوالہ اخبار کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں سے چند متعلقہ اقتباسات نیچے درج کیے جاتے ہیں۔

..... اس اخبار کے اجرا سے دو بڑے مقصد پیش نہاد خاطر ہیں۔ ایک ترویج علوم اسلامیہ اور عربی زبان کا چرچا پھیلانا اور ان کے وسیلہ سے ان محاورات جدیدہ اور کتب عربیہ ..... کو اس ملک کے لوگوں میں شائع کرنا جو یہاں مروج نہیں ہیں اور عرب کی روزمرہ کی بول چال اور محاورات حال سے آگاہ کرنا اور اس زبان کو اس ملک میں پایۂ تکمیل تک پہنچانا۔ دوسرے علما و فضلائے اہل اسلام کو جو عربی زبان سے تو واقف ہیں، لیکن خیالات انگریزی سے واقف نہیں اور عموماً شائقان علم عربی کو یورپ کی شائستگیوں سے واقف کرانا اور عربی زبان کو مغربی علم کی اشاعت کا ذریعہ قرار دینا۔[۶]

اس اشتہار میں اس خطے کی علمی اور ثقافتی اہمیت کی طرف کی اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ بات ملک پنجاب کی عظمت اور علمی ترقیوں کا ثمرہ سمجھنا چاہیے بلکہ ان صاحبوں کو جو پنجاب میں علوم و فنون کی ترویج میں شب و روز ساعی رہتے ہیں۔ اسے چشم فخر سے ملاحظہ کرنا لازم ہے کہ ہمارے ہندوستان میں یہیں سے اس امر عظیم کا اختراع ظہور میں آیا اور یہ خوبی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ جو کوششیں احیائے علوم قدیمہ میں یہاں عمل میں آئیں ان کا نتیجہ نیک نکلا، اور آئندہ بھی یہاں کے لوگ ان سے بہرہ کافی اٹھاویں گے۔[۷]

اس اخبار کے اندر بھی ایسی شہادتیں موجود ہیں جو اس کی اشاعت کے مقاصد کو واضح کرتی ہیں۔ جب اخبار کو جاری ہوئے تین سال کی مدت پوری ہو چکی، تو اس موقع پر اس کے مقاصد اجرا پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور امرا سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس کی اعانت کی طرف توجہ کریں۔ نیز عربی کے ادیبوں سے استدعا کی گئی ہے کہ

۵۔ امداد صابری۔ تاریخ صحافت اُردو ...... ج ۲، ص ۱۵۱-۱۵۲

۶-۷۔ اکمل الاخبار، دہلی۔ یکم نومبر ۱۸۷۱ء

وہ فصیح و بلیغ زبان میں مضامین لکھ کر ارسال کریں تاکہ انھیں اس اخبار میں شائع کیا جا سکے۔ اس کا ترجمہ ذیل کے اقتباس میں پیش کیا جاتا ہے۔

"اس رسالہ کو جاری ہوئے تین سال ہو چکے ہیں۔ اس کو جاری کرنے کا مقصد صرف عربی زبان کی اشاعت تھی۔ یہ زبان خصوصاً مسلمانوں کی زبان ہے۔ دینی مسائل اور شرعی احکام کو جاننے کے لیے اس زبان کا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ اس صورت میں تمام مسلمانوں پر عموماً اور امرا پر خصوصاً اس معاملے میں لوجہ اللہ ہماری امداد واجب ہو جاتی ہے۔ انھیں اس رسالہ کی ترقی میں کوشش کرنی چاہیے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس کے خریدار بنیں۔ مسلمانوں نے ابھی تک اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ لہٰذا ہم اللہ ہی سے امداد کے خواست گار ہیں۔

"اگرچہ بلادِ پنجاب میں محکمہ تعلیم نے اس کے کچھ شمارے اپنے مدارس کے طلبہ کے لیے خریدے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کی آمدنی اس کے اخراجات کو پورا نہیں کرتی، اس لیے ہم تمام مسلمان رؤسا اور والیانِ ریاست، خصوصاً نواب ملک سر سالار جنگ بہادر وزیر دکن، والی ٹونک اور جناب نواب والی رامپور وغیرہ سے ملتمس ہیں کہ وہ اپنے مدارس کے لیے اس کے پرچے خریدیں۔ اسی طرح اس رسالے کی ترقی ہو سکتی ہے۔ اس کی ترقی سے زبانِ عربی کی اشاعت ہوگی۔۔۔۔ ہمیں افسوس سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ ان شہروں کے اذکیا اور ادبا، لطیف زبان میں مضامین ارسال نہیں کرتے تاکہ ہم انھیں رسالے میں درج کر سکیں اور اس طرح ان کی نیک نامی اور کمالات کا شہرہ مشرق و مغرب میں ہو۔"[۵۹]

اخبار کا فائل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان کی تعلیم و ترویج کے لیے چند عملی طریقے اختیار کیے گئے مثلاً جہاں مشکل الفاظ آتے ہیں، ان کے معانی بین السطور فارسی زبان میں لکھ دیے ہیں تاکہ عبارت عام فہم ہو جائے اور بار بار لغت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ عربی لسانیات کی گرامر سکھانے کے لیے یہ اہتمام کیا گیا کہ ڈاکٹر جی، ڈبلیو، لائٹنر کی کتاب صرف و نحو کا عربی ترجمہ ۱۸۷۲ء کی جلد میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ بعد میں اس کو کتابی شکل میں اکٹھا کر دیا گیا اور اس کا نام "مقدمۃ الصرف" رکھا گیا۔ یہی کتاب ۱۸۹۹ء میں "شمس الہند پریس" میں شائع ہوئی۔ اس کے سرورق پر ایک نوٹ دیا گیا ہے کہ یہ "امیدوارانِ امتحان انٹرنس آرٹس کی تعلیم میں داخل ہے۔"

موقع و محل کے لحاظ سے عربی اشعار کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ عربی شاعری کا شوق پیدا کرنے اور ذوقِ سلیم

کی تسکین کے لیے عرب شعرا کے حالات میں ایک ورق بطور ضمیمہ اس اخبار میں شامل کیا جاتا تھا جسے مولوی کریم الدین ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع لاہور ترتیب دیتے تھے۔ بعض پرچوں میں مقامی علما کا کلام بھی ملتا ہے۔ یہ تمام باتیں اس امر کی تصدیق کرتی ہیں کہ اس کا مقصد اجراء عربی زبان کی ترویج و اشاعت تھا۔

اس دور کے سماجی اور معاشرتی مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ان کے بارے میں معاصر اخبارات میں شائع ہونے والے عمدہ مضامین کا عربی ترجمہ اس میں شامل کیا جاتا تھا۔ مثلاً تعلیم نسواں کے بارے میں مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ سر سید احمد خان کے مدرسۃ العلوم اسلامیہ کے قائم کرنے میں جو کوششیں ہوتی رہیں، ان کا تذکرہ بھی اخبار میں ملتا ہے۔ سر سید احمد خان نے چندہ فراہم کرنے کے لیے جو سفر اختیار کیا، اس کی رپورٹ بھی اس میں ملتی ہے۔ انگریزی اخبارات کے حوالے سے بھی اس میں خبریں چھپتی تھیں۔ مغربی علوم کو عربی زبان کے ذریعے سے متعارف کرانے کی کوشش کی جاتی تھی۔

معاصر اخبار کا تبصرہ

اس اخبار پر معاصر روزنامہ "اکمل الاخبار" دہلی، نے مندرجہ ذیل تبصرہ شائع کیا:

"اس اخبار ندرت آثار کے کئی پرچے ہماری نظر سے گزر چکے ہیں۔ مگر آج تک ہم نے اس پر اپنی رائے نہیں لکھی۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرماویں کہ ہم کو اس کے حسن و خوبی میں کچھ تردد ہے یا اس کے باب میں ہماری رائے خلاف جمہور ہے۔ حاشا ثم حاشا۔ بلکہ اب تک ہمارا سکوت صرف اس لیے تھا کہ اس کی مدح و ثنا اس قدر ہمارے ذہن میں مرکوز تھی، اس کو بے محابا لکھ دینا گویا اپنے کو مبالغہ و غلو کے ساتھ متہم کرنا تھا۔ اب جو ہم نے ایک عالم کو اس کی تحسین میں اپنا ہم داستاں پایا، اس لیے ہم کو بھی مکنونات کے اخفا کی تاب نہ رہی۔ اس اخبار کا بانی حقیقت میں اس ستائش کا مستحق ہے جو کسی کام کے موجد اور مخترع کے لیے سزاوار ہے۔ حق یہ ہے کہ اس جواں مرد عالی ہمت نے ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو روشن کیا ہے اور ایک زنگ آلودہ موتی کو جلا کرنا چاہا ہے۔

یہاں اسلامی سلطنتوں میں عربی زبان کی بے شک گرم بازاری ہوئی اور اس زبان کا رواج فارسی زبان سے کچھ کم نہیں ہوا، لیکن اس بیدار دل نے جو اس زبان کی ترقی کے لیے بیج بویا ہے، عجب نہیں کہ اس کا ثمرہ ایک دن یہ ہو کہ ہندوستانی لوگ اردو، انگریزی اور عربی تینوں زبانوں کے مالک گنے جائیں۔ کسی ملک میں کسی زبان کی اشاعت کے لیے غالباً اس سے بہتر کوئی مفید طریقہ نہیں کہ اس زبان میں وہاں اخبار جاری کیا جائے۔ اور اخبار بھی ایسا جس کے ایڈیٹر منبع علوم، اور جس کے کارپرداز چشمہ فصاحت و بلاغت، اور جس کے مہتمم عالی ہمم۔ حق یہ ہے کہ اس اخبار کا جاری کرنا ایسے ہی شخصوں کا کام تھا۔ ہم پرچہ آئندہ کو جزالت معانی اور متانت الفاظ اور حسن عبارت اور لطیف بیان میں پرچہ گزشتہ سے بمراتب فائق تر دیکھتے چلے آتے ہیں۔ خدا کرے اس کی خوبی اسی طرح روز افزوں رہے اور اس پر عمدہ عمدہ نتائج مرتب ہوں۔"[۵۹]

---

۵۹ اکمل الاخبار، دہلی ۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۷۱ء

(باقی آئندہ)